Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۷-۴۲ | بدھ - ۴ شوال ۱۴۱۲ھ - ۸ شہادت ۱۳۷۱ ہش - ۸ اپریل ۱۹۹۲ء | نمبر ۸۱

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ - ۷ اپریل مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی - فضل عمر ہسپتال ربوہ ۱۲:۳۰ بجے بعد دوپہر اطلاع دیتے ہیں کہ

مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی طبیعت آج نسبتاً بہتر ہے اور سینہ کا درد مکمل طور پر ختم ہوگیا ہے۔ گو سانس کی تکلیف ابھی باقی ہے لیکن کم ہے۔

شروع رات میں بے چینی رہی۔ لیکن اس کے بعد اچھی نیند آگئی۔ تاہم حالت ابھی خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ اور خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عاجلہ اور لمبی کام کرنے والی عمر عطا فرمائے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ کرتے ہیں وہ احتیاطیں کرتے کرتے خود مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھنس جاتے ہیں۔ اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کا فضل ان کے ساتھ نہیں ہوتا اور ان کی دستگیری نہیں کی جاتی۔ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور خیال سے اگر کوئی اصلاحِ نفس کرنے کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۰۵)

"یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر شخص خدا تعالیٰ سے لڑائی رکھتا ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتا ہے اور بہت ساری امانی اور امیدیں رکھتا ہے لیکن اس کی وہ دعائیں نہیں سُنی جاتی ہیں یا خلافِ اُمید کوئی بات ظاہر ہوتی ہے تو دل کے اندر اللہ تعالیٰ سے ایک لڑائی شروع کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر بدظنی اور اُس سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے لیکن صالحین اور عباد الرحمٰن کی کبھی اللہ تعالیٰ سے جنگ نہیں ہوتی کیونکہ رضا بالقضا کے مقام پر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حقیقی ایمان اس وقت تک پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک انسان اس درجہ کو حاصل نہ کرے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی اس کی مرضی ہو جائے دل میں کوئی کدورت اور تنگی محسوس نہ ہو بلکہ شرح صدر کے ساتھ اس کی ہر تقدیر اور قضا کو ماننے کو تیار ہو۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۰۷-۵۰۸)

درخواست دُعا

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید کی اہلیہ صاحبہ قریباً ۹ ماہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ بیماری کی کیفیت شروع سے آج تک ایک ہی سطح پر چل رہی ہے۔ بولنے کی طاقت تا حال بحال نہیں ہوئی۔ قارئین کرام سے ان کی شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم عبد الحلیم احمد صاحب امیر و مشنری انچارج سپین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۵ - فروری ۱۹۹۲ء کو دو بیٹیوں کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نومولود کا نام "منادی احمد" رکھا ہے۔ بچہ تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ نومولود مکرم عبد القادر صاحب دار العلوم شرقی ربوہ کا پوتا اور مکرم ملک مبارک احمد صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب سے نومولود کی صحت و سلامتی اور خادمِ دین بننے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

اعلان داخلہ

نصرت جہاں اکیڈمی کی کلاسز نہم و دہم میں داخلہ کے خواہش مند طلبا داخلہ فارم و پراسپکٹس دفتر سے حاصل کریں۔

نہم - سائنس و آرٹس مضامین
دہم - سائنس

داخلہ ٹیسٹ ۱۱ اپریل ۱۹۹۲ء کو ہوگا۔ مزید تفصیلات دفترِ اکیڈمی سے معلوم کریں۔

پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی۔ ربوہ

تمہارے دلوں میں صرف اللہ تعالیٰ کی خشیت ہونی چاہیئے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"ان آیات میں اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ (جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے) پر عمل کرنے میں جو چیز روک بنتی ہے وہ ایک نہیں بہت سی ہیں۔ جن کا ذکر (تو ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر) میں سے ہے۔ ان میں سے ایک چیز جو روک بنتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خشیت کو چھوڑ کے غیر اللہ کی خشیت دل پیدا کرنا ہے یعنی صاحبِ اقتدار سے ڈرنا صاحبِ دولت کے سامنے جھکنا، صاحبِ علم سے خوف کھانا کہ یہ پروفیسر لگا ہوا ہے، ہمارے ساتھ بے انصافی کرے گا۔ اگر ہم نے اس کی بات نہ مانی اور خدا کی بات مان لی اس کے مقابلے میں بہت ساری چیزیں ہمارے سامنے آتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... الناس کا خوف دل میں پیدا نہ ہو۔ انسان کو خدا تعالیٰ نے جو کچھ بھی دیا۔ علمی طاقتوں اور استعدادوں میں اس کو بلند بنایا یا صاحبِ دولت اس کو بنا دے وہ (۔) الناس ہیں۔ جس طرح۔ جس رنگ میں جس حیثیت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ صاحبِ اقتدار ہیں، کوئی نواب بن بیٹھے ہیں، کوئی رسہ گیر بن بیٹھے ہیں، کوئی چوہدری بن بیٹھے ہیں، انسان بعض دفعہ اپنی غفلت کے نتیجہ میں یا اپنی کمزوری کی وجہ سے یا بزدلی کے نتیجہ میں ان سے ڈرنے لگتا ہے اور ان کے خوف سے خدا تعالیٰ کی بات ماننے سے عملاً انکار کر دیتا ہے تو (لوگوں سے مت ڈرو صرف مجھ سے ہی ڈرو) الناس سے جن کو میں نے پیدا کیا مختلف حیثیتوں میں ان سے مت ڈرو صرف میری خشیت، صرف میری خشیت تمہارے دلوں میں ہونی چاہیئے۔

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ربوہ
مقامِ اشاعت : دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۸۔ شہادت ۱۳۷۱ ہش
۸۔ اپریل ۱۹۹۲ء

استدراجی ترقی

ہم بعض اوقات کسی کی ایک کمزوری کو بھی برداشت نہیں کرتے ۔ حالانکہ عین ممکن ہے کہ ہماری اپنی ذات میں ایک سے زیادہ کمزوریاں ہوں ۔ ہم جس میں جو کمزوری دیکھتے ہیں اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ اور اس کو خاصا کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ سوچنے کا عمل کام ہی میں نہیں لاتے ۔

حقیقت یہ ہے کہ کمزوری کا ہونا کوئی خوبی تو نہیں ۔ لیکن کمزوری کا جاری رہنا اور اس کے متعلق یہ کوشش نہ کرنا کہ یہ دُور ہو خرابی ہے ۔ یہ احساس کی بھی کمی ہے اور خوبی کے ادراک کی بھی ۔ سب سے پہلے تو دل میں یہ احساس پیدا ہونا چاہیئے کہ خرابی، خرابی ہے اور اس کو دُور کیا جانا چاہیئے اور اس کے ساتھ ہی یہ جذبہ بھی بروئے کار آنا چاہیئے کہ بُرائی کا نہ ہونا بھی کوئی خوبی نہیں ۔ یہ بات منفی سے نجات حاصل کرنے کے سلسلہ میں تو درست ہے لیکن مثبت تو نہیں کہلا سکتی ۔

جہاں تک بُرائی کے دُور کرنے کا تعلق ہے حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے ۔ ہمیشہ اس بات کی تلقین فرماتے تھے کہ بُرائی کا دُور ہونا استدراجی ہے یعنی درجہ بہ درجہ ۔ ایمان لانے کے ساتھ بہت سی بُرائیاں دُور ہو جاتی ہیں لیکن ساری نہیں ۔ باقی ماندہ بُرائیوں کو دُور کرنے کے لئے محنت اور مشقّت کی ضرورت ہے اور اس محنت اور مشقّت سے پہلے اس احساس کی کہ کمزوریاں اور بُرائیاں ابھی باقی ہیں ۔ اور کہ ان کا دُور کرنا ضروری ہے ۔ احساس ہو جائے تو محنت اور مشقّت کی طرف دل مائل ہو جاتا ہے ۔ اور اگر احساس نہ ہو تو کمزوریاں اور بُرائیاں اسی طرح جاری رہتی ہیں ۔

چونکہ ہم سب ایک دوسرے پر نگران بھی ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اپنی بُرائیوں اور کمزوریوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نہایت احسن طریق پر دوسروں کی کمزوریوں پر نظر رکھتے ہوئے انہیں توجہ دلاتے رہیں اور یہ ہرگز توقع نہ رکھیں کہ ایک ہی دفعہ کہنے سے کام ہو جائے گا ۔ یہ کام کرتے رہنے والا ہے ۔ اور ہمیں کرتے ہی رہنا چاہیئے ۔ محنت اور مشقّت سے خوبیوں کو اُجاگر کیا جا سکتا ہے اور کمزوریوں کو دُور کیا جا سکتا ہے ۔

دِل کے تہ خانے پہ ہے تیری نظر
تجھ سے کس اچھے بُرے کو ہے مفر
سر جُھکا دینا ہے وجہِ عزّو جاہ
تیرا سنگِ در ہے شاہوں کی سپر

ـــــ ابوالاقبال

دل بکف اُشک بجام آئے گی
نالہ کرتی ہوئی شام آئے گی

دَر بدر روتے پھرو گے تم لوگ
کوئی تدبیر نہ کام آئے گی

شور رُک جائے کا دروازوں کا
اِک صدا برسرِ عام آئے گی

سائے چھُپ جائیں گے دیواروں میں
منزلِ ماہِ تمام آئے گی

داغ در داغ جلیں گے سینے
یاد یاروں کی مدام آئے گی

عُمر بھر دل کے گلی کوچوں سے
اِک صدا نام بنام آئے گی

قیس کو ڈھونڈنے شہروں گلیوں
لیلیٰ دشت مقام آئے گی

بر سرِ دار ہنسے گا منصور
زندگی پھر کسی کام آئے گی

دن چڑھے نِکلیں گے راہی گھر سے
دل کے چوراہے میں شام آئے گی

پھر وہی جشنِ شہیداں ہوگا
زندگی بہرِ سلام آئے گی

شب گذر جائے گی آخر مضطر
صبحِ آہستہ خرام آئے گی

چوہدری محمد علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر ——— (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

علمی مسائل

اس جگہ ایک اور امر بھی یاد رکھنا چاہیئے اور وُہ یہ کہ (...) ضد کا لفظ جمع ہونا چاہیئے تھا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ .... کا لفظ استعمال کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کے کمالِ اجتہاد کی طرف اشارہ کیا اور بتایا ہے کہ گو وہ مختلف گروہوں سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔ مگر اس معاملے میں ان کا اختلاف بالکل ختم ہو جائے گا اور وُہ یک زبان ہو کر کہیں گے کہ ہمارا ان معبودانِ باطلہ سے کوئی تعلق نہیں اور معبودانِ باطلہ بھی یک زبان ہو کر کہیں گے کہ ہمارا ان مشرکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی اس دن اس قسم کی حالت ہوگی کہ اس دن کی سختی کو دیکھ کر اور ان کی مایوسی کو دیکھ کر اور اس دن کے خطرات کو دیکھ کر مشرک بھی فردِ واحد کی طرح یک زبان ہو کر کہیں گے کہ ہم ان معبودانِ باطلہ سے بیزار ہیں اور معبودانِ باطلہ بھی یک زبان ہو کر فردِ واحد کی طرح کہیں گے کہ ہم ان مشرکوں سے بیزار ہیں۔ گویا اس امر کے اظہار کے لئے کہ باوجود لاکھوں اور کروڑوں ہونے کے وہ فردِ واحد کی طرح متفق طور پر غیر اللہ کی عبادت کا انکار کریں گے (جمع کی بجائے مفرد کا لفظ استعمال کیا جائے) اور بتایا گیا ہے کہ مشرک بھی انکار کر کے اپنی جان بچانا چاہیں گے اور معبودانِ باطلہ بھی انکار کر کے اپنی جان بچانا چاہیں گے ....

اور نہ صرف یہ بتایا ہے کہ یہ بت جن کو وہ اپنے لئے عزت کا موجب سمجھ رہے ہیں ان کے لئے ذلت کا موجب ہونگے۔ بلکہ اس میں ان کی بے بسی بھی بیان کر دی گئی ہے۔ خطرہ کی سختی بھی بیان کر دی گئی ہے اور یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ خطرہ اس وقت اتنا قریب آپہنچ چکا ہوگا کہ انہیں سوچنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ معبودانِ باطلہ کے دماغ بھی اسی نتیجہ پر پہنچیں گے اور مشرکوں کے دماغ بھی اسی نتیجہ پر پہنچیں گے اور وہ بغیر سوچنے اور غور کرنے کے اور بغیر کسی قسم کا مشورہ کرنے کے یک زبان ہو کر ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے اور سمجھیں گے کہ یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر ہم بچ سکتے ہیں۔

غرض بتایا کہ اس وقت خطرہ سخت ہوگا۔ بے بسی انتہا پر پہنچی ہوگی اور مشرک بھی اور معبودانِ باطلہ بھی سوائے اس نتیجہ کے اور کسی نتیجہ پر نہیں پہنچیں گے کہ وہ غیر اللہ کی پرستش کا انکار کر دیں۔ وُہ اس وقت تعداد کے لحاظ سے لاکھوں اور کروڑوں ہوں گے۔ مگر نتیجہ پر پہنچنے کے لحاظ سے فردِ واحد کی حیثیت اختیار کر لیں گے اور یک زبان ہو کر مشرک معبودوں کی اور معبود مشرکوں کی تردید کریں گے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اکثر معبود تو بے جان ہوتے ہیں تو وہ کیسے بات کریں گے۔ اس کے تین جواب ہیں۔ (۱) ایک تو یہ کہ معبود جو جان دار ہیں جیسے فرشتے (...) وغیرہ وہ ایسا کریں گے۔ بے جانوں کی طرف سے خود ہی جواب آجائے گا (۲) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ کبھی کبھی روحانی دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ بے جان چیزیں بھی متمثل ہو کر جواب دے دیتی ہیں۔ چنانچہ خوابوں اور کشوف میں کثرت کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ درخت بولنے لگ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ مکان بولنے لگ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ دیوار بولنے لگ جاتی ہے اور انسان ان کے کلام سے ویسا ہی اثر قبول کرتا ہے جیسے زندہ اور جاندار چیزوں کے کلام سے اثر قبول کرتا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک دفعہ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مکان مجھے کہتا تھا کہ یہاں سے جلدی نکلو میں گرنے والا ہوں۔ پس اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ بے جان بت کس طرح کلام کریں گے۔ وہ بے شک بے جان ہیں مگر اس وقت متمثل ہو کر انہیں ذلیل کرنے کے لئے یہ جواب دیں گے اور چونکہ اس وقت روحانیت تیز ہو جائے گی۔ وہ سمجھ جائیں گے کہ حقیقت یہی ہے۔ (۳) تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ بت درحقیقت پرانے بزرگوں یا فرشتوں کے تمثیلی وجود ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ بت اصل میں پتھر نہیں بلکہ یہ قوم کے بزرگوں کی ایک تمثیل اور نقل ہے جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قوم نے ہجرت کی تو ان کا ایک بت بنا لیا۔ یا فرشتوں کی عزت کی تو ان کے نام پر بت بنا لیا۔ پس چونکہ یہ بت ایک تمثیلی وجود ہیں۔ اس لئے جن کی وُہ تمثیل ہیں وہ جواب دیں گے۔ اور وہی جواب بتوں کا سمجھا جائے گا۔ اور چونکہ اصل معبود وہی ہیں۔ اس لئے انہی کا جواب حقیقی جواب ہوگا۔ مثلاً جس فرشتے کا بت بنا کر پوجا جاتا ہے وُہ فرشتہ کھڑا ہوگا اور سب کے سامنے انہیں ذلیل کرے گا۔

پس باوجود اس کے کہ بتوں کی اکثریت بے جان ہے انہیں لوگ یا تو پتھروں سے پوجتے ہیں یا درختوں سے پوجتے ہیں یا دریاؤں سے پوجتے ہیں۔ کیونکہ وُہ ان بتوں کو بعض پرانے بزرگوں یا فرشتوں وغیرہ کا قائم مقام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بت فلاں دیوتا کا قائم مقام ہے یہ بت فلاں فرشتہ کی تمثیل ہے۔ یہ بت فلاں بزرگ کا مجسمہ ہے۔ اس لئے وہی فرشتہ اور بزرگ ان کے سامنے آئیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو خدا تعالیٰ کے عبادت گذار تھے۔ مگر تم نے ہماری ہی پرستش شروع کر دی۔ ہم تمہارے اس فعل سے بیزار ہیں اور تمہیں کسی قسم کی ہمدردی کا مستحق نہیں سمجھتے اور چونکہ اصل معبود وہی ہے اس لئے ان کے جواب میں سب کے سب بت بھی شریک ہو جائیں گے۔

امریکن تاریخ میں ایک نہایت ہی لطیف واقعہ بیان ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیاب لیڈر کس طرح اپنے نمونہ سے اپنے ساتھیوں کے دلوں کو فتح کیا کرتے ہیں۔

یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ پہلے انگریزوں کے ماتحت ہوا کرتا تھا۔ ایک عرصہ کی غلامی کے بعد ان میں آزادی کی تحریک پیدا ہوئی مگر اس وقت اُن کی حالت یہ تھی کہ اُن کے پاس مقابلہ کے لئے فوجیں نہیں تھیں۔ اور نہ ہی کافی مقدار میں سامان جنگ موجود تھا۔ اور انگریزوں کے پاس فوجیں بھی تھیں اور ہر قسم کا سامان جنگ بھی تھا۔ بہرحال جب تحریک آزادی شروع ہوئی تو زمینداروں اور مزدوروں وغیرہ نے اپنے آپ کو والنٹیئر کے طور پر پیش کرنا شروع کر دیا۔ اور سارے ملک میں انگریزوں کے خلاف ایک آگ لگ گئی۔ جب یہ تحریک زیادہ مضبوط ہو گئی تو انہوں نے اپنے میں سے ایک افسر مقرر کیا۔ جس کا نام واشنگٹن تھا۔ اسی کے نام پر بعد میں امریکہ میں واشنگٹن کا شہر بنایا گیا۔ یہ ایک سیدھا سادہ آدمی تھا۔ جنگی فنون میں کچھ زیادہ مہارت نہیں رکھتا تھا۔ مگر اخلاص اور دردِ قومی اس کے اندر موجود تھا۔ وہ سارے ملک میں چکر لگاتا تقریریں کرتا اور لوگوں کو ابھارتا کہ آزادی بڑی نعمت ہے۔ اس کے لئے جدوجہد کرو۔ ایک دفعہ وہ اپنے ملک کا چکر لگا رہا تھا کہ اس نے ایک جگہ پر دیکھا کہ کوئی قلعہ بن رہا ہے۔ اور کارپورل نگرانی کے لئے پاس کھڑا ہے۔ کام کرنے والے صرف پانچ سات سپاہی تھے۔ اتفاقاً ایک دو شہتیر ایسے آ گئے کہ اُن کا اوپر چڑھانا مشکل ہو گیا۔ وہ زور لگا لگا کر اوپر کھینچتے مگر وہ پھر نیچے گر جاتا۔ اور وہ کارپورل پاس کھڑا انہیں کہتا جاتا شاباش خوب زور لگاؤ۔ شاباش ہمت نہ ہارو۔ مگر آگے بڑھ کر ان کی مدد نہیں کرتا تھا۔ اسی دوران میں واشنگٹن وہاں سے گذرا وہ اس وقت ایک سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے جب یہ نظارہ دیکھا تو اپنا گھوڑا روک لیا اور پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے لوگوں نے بتایا کہ انگریزی فوج آ رہی ہے جس کے مقابلے کے لئے ہم یہ قلعہ بنا رہے ہیں۔ تاکہ سپاہی اس میں ٹھہر سکیں۔ اس نے کہا کہ پھر اس قلعہ کے بننے میں دقت کیا ہے انہوں نے کہا دقت یہ ہے کہ شہتیر بہت بھاری ہیں اور ہم سے اوپر چڑھائے نہیں جاتے۔ اس نے کارپورل سے پوچھا کہ تم ان کی کیوں مدد نہیں کرتے۔ اس نے کہا کہ میں تو افسر ہوں۔ میرا فرض یہ ہے کہ ان سے کام لوں۔ اور ان کی نگرانی کروں۔ واشنگٹن نے یہ بات سنی تو فوراً اپنے گھوڑے پر سے اترا اور سپاہیوں کے ساتھ مل کر اس نے کام کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ شہتیر اوپر چڑھ گئے جب کام ہو چکا اور وہ گھوڑے پر سوار ہو کر واپس جانے لگا تو کارپورل نے اسے کہا کہ میں آپ کا اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس مشکل کام میں ہماری مدد کی واشنگٹن نے جواب میں کہا آپ کی مہربانی، میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ جب بھی آپ کسی ایسی مصیبت میں پھنس جائیں کہ آپ کو دوسرے کی مدد کی ضرورت ہو تو اپنے کمانڈر انچیف' واشنگٹن کو بلا لیا کرنا۔ یہ قائد کی مثال ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر کام کے لئے پیش کر دے۔ اور قربانی کے وقت وہ دوسروں کے پیچھے نہیں بلکہ ان کے آگے آگے رہے۔ اور اپنے نمونہ سے ان کے اندر کام کی تحریک پیدا کر دے۔ اگر کسی اعلیٰ درجہ کے قائد کے ہوتے ہوئے بھی لوگ اس کے نمونہ سے فائدہ نہ اٹھائیں تو یہ ان کی بڑی بدقسمتی ہوتی ہے۔ ہم نے خدام کے افسروں کا نام بھی قائد اسلئے رکھا ہے کہ وہ اپنے نمونہ سے لوگوں کے دل فتح کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مولانا بشارت بشیر صاحب کے متعلق مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود سیرالیون سے لکھتے ہیں کہ "ستمبر ۱۹۶۶ء میں ان کا عرصہ امارت ختم ہوا۔ واپسی کے موقعہ پر برٹش کونسل کے وسیع ہال میں ان کے اعزاز میں الوداعی تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت کا فریضہ سیرالیون کے چیف جسٹس سر بانجا تیجان سی نے (جو بعد میں گورنر جنرل کے منصب پر فائز ہوئے) سرانجام دیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا "جماعت احمدیہ کا مرکز سیرالیون سے پہلے سیرالیون کے ایک آدمی کو واپس کر رہا ہے اس تقریر میں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ سیرالیون میں پرسنل لاء کی تیاری اور ترتیب کے سلسلہ میں بہت کام ہونا باقی ہے۔ اور مولانا بشیر ایسے ذہین اور وسیع النظر عالم کی اشد ضرورت تھی" ان سے دوستانہ تعلقات کی بدولت سیرالیون میں مقیم اقوام متحدہ کے نمائندوں اور دوسرے سفارت خانوں سے جماعت کے تعلیمی اداروں کو سائنسی سامان اور دیگر تعلیمی تحائف ملتے رہتے تھے ۔۔۔ مولانا اکثر کہا کرتے تھے کہ سیرالیون میں ایک (مذہب) نے سکولوں کے ذریعے اہل سیرالیون کو گمراہ کیا تھا اور اپنے دام ہمرنگ زمین کو وسیع تر کر دیا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ جماعت احمدیہ کے لئے ضروری ہے کہ اس زہر کے تدارک کے لئے جگہ جگہ پرائمری اور سیکنڈری سکول جاری کئے جائیں۔ اپنے عرصہ امارت میں انہوں نے صدق دل سے اس پالیسی پر عمل کیا۔ متعدد پرائمری سکولوں کے علاوہ فری ٹاؤن (۱۹۶۴) بو اجے بو (۱۹۶۵) اور جورو (۱۹۶۶) کے مقامات پر تین سیکنڈری سکول جاری کئے۔ وہ ان کے عزم صمیم کی یادگار ہیں۔ ان اداروں سے فیض یاب ہونے والے متعدد نوجوان اس وقت اعلیٰ مناصب پر فائز ہیں اور ملک و ملت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس وقت سیرالیون میں یکصد پرائمری سکول کے علاوہ جماعت احمدیہ کے بیس سیکنڈری سکول ملک کے طول و عرض میں کام کر رہے ہیں لیکن یہ تاریخی اعزاز مولانا کے نام ہے کہ پہلے ہم سیکنڈری سکولوں میں سے تین کو جاری کرنے کی توفیق انہیں عطا ہوئی۔

اکرام ضیف کے سلسلے میں مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود لکھتے ہیں۔

"مولانا موصوف کی ایک اور قابل قدر خوبی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ موصوف خوشدلی سے مہمانوں کے قیام و طعام اور اکرام کا اہتمام فرماتے تھے۔ ان کی اس خوئے دلنوازی کی وجہ سے ان سے ایک نوع کا انس محسوس ہوتا تھا۔ جب بھی پاکستان جانے کا موقعہ ملتا۔ ان کے دولت کدہ پر ضرور حاضر ہوتا۔ وہ ہمیشہ اسی جانی پہچانی محبت اور مروت سے پیش آتے۔ سیرالیون مشن کی روز افزوں ترقی کے کوائف سے آگاہ ہو کر حقیقی راحت محسوس کرتے اور سیرالیون کے مخلصین کے بارے میں فرداً فرداً پوچھتے اس سے ان کے اس تعلق اور ربط پر روشنی پڑتی ہے جو انہیں اہلِ سیرالیون سے تھا۔ وفات کی خبر پر جماعت سیرالیون نے دلی صدمہ محسوس کیا۔

ع "دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"۔
والی شاعرانہ کیفیت صادق آتی ہے۔

مولانا صوفی محمد اسحٰق صاحب، مولانا بشارت احمد صاحب بشیر کے کلاس فیلو تھے۔ آپ نے بھی مولانا بشیر صاحب کے متعلق ایک مضمون تحریر فرمایا ہے جس میں ان کے ہنس مکھ اور بذلہ سنج ہونے کا ذکر ہے اور اس بات کا بھی کہ جب وہ سندھ سے تشریف لائے تھے تو اردو زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے کلاس میں خاصے لطیفے ہو جایا کرتے تھے۔ آپ لکھتے ہیں کہ حضرت امام جماعت الثالث اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ کے پہلے دورہ مغربی افریقہ کے وقت مکرم بشارت احمد صاحب بشیر غانا کے امیر اور مربی انچارج تھے۔ اس وقت کی کئی یادگار تصویریں آپ کے پاس تھیں جن میں سے بعض اب بھی آپ کے کمرہ ملاقات میں موجود ہیں۔

مکرم مولانا بشیر صاحب ایک عرصہ تک نائب وکیل التبشیر بھی رہے اس کے متعلق بھی مکرم مولانا صوفی صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ مزید آپ لکھتے ہیں کہ آپ ایک نہایت شاکر اور قانع انسان تھے اس سلسلے میں محترم بشیر صاحب کی بیگم صاحبہ محترمہ رشیدہ یاسمین کا بھی ذکر کیا ہے جو نہایت خندہ پیشانی سے مہمانوں کی میزبانی کرنے کا شرف حاصل کرتی تھی اور اس بات سے ہمیشہ خوش نظر آتی تھیں کہ مولانا بشیر صاحب کے دوست انہیں ملنے آتے ہیں تو میزبانی کا موقع میسر آجاتا ہے

مکرم مولانا بشیر صاحب کچھ عرصہ کے لئے جامعہ احمدیہ میں بھی تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ صوفی صاحب لکھتے ہیں جامعہ کے متعدد مقالہ نگار طلباء نے آپ کی علمی استعداد سے کماحقہ فائدہ اٹھایا۔

شیخ عبدالقادر صاحب آف لاہور جو جماعت میں محقق کے نام سے مشہور ہیں (اب نہیں) ان کے ساتھ مذاہب کے بارے میں بعض امور کا بسا اوقات اختلاف ہوا کرتا تھا اور آپ اپنے نقطہ نظر کو نہایت مدلل اور سلجھے ہوئے انداز میں پیش کیا کرتے تھے۔ سلسلہ کے جرائد و رسائل میں مولانا بشارت احمد صاحب بشیر کے متعدد مضامین و مقالات اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ کو مذاہب کے بارہ میں وسیع معلومات حاصل تھیں۔

آپ نے اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ جب حضرت امام جماعت (الرابع) کے ارشاد سے عربی زبان میں مہارت پیدا کرنے کے لئے ایک مجلس قائم کی گئی تو مکرم مولانا بشیر صاحب نے اس مجلس کے مدارالمہام (مکرم صوفی صاحب) کی ہر ممکن طریق پر مدد کی۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس مجلس میں سب سے زیادہ تقاریر مکرم مولانا بشیر صاحب ہی نے کیں۔

بیماری کے آخری ایام میں آپ نے صوفی صاحب کے ذریعہ حضرت امام جماعت (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ ابنصرہ العزیز کو قادیان دعا کے لئے تار بھجوایا لیکن چونکہ انہیں اس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ اب بیماری سے جانبر نہ ہو سکیں گے اس لئے انہوں نے مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری۔ زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ سے کہا۔

"چلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے"

دین اور دُنیا کی بھلائی

ایک صحابیؓ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضورؐ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے کہ میرے دین و دنیا سنور جائیں حضورؐ نے فرمایا کہ تین باتوں پر عمل کرو آپ کی مُراد پوری ہو جائے گی۔ وہ یہ ہیں:۔

(۱) جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو یہ سمجھ کہ یہ میری آخری نماز ہے۔

(۲) جب کوئی بات کرے تو اس بات کا خیال رکھ کہ اس کے نتیجہ میں معذرت نہ کرنا پڑے۔

(۳) اور جو کچھ دنیا کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جا۔ (حدیث مشکوٰۃ)

پہلی بات جو فرمائی کہ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو یہ سمجھ کہ یہ تیری آخری نماز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تیری موت کا وقت آگیا ہے مزید مہلت نہیں مل سکتی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو اپنے گناہوں کی سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے گا۔ عجز و نیاز کرے گا۔ اپنے گزشتہ گناہوں پر روئے گا۔ اور بخشش طلب کرے گا۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ انسان اس وقت گناہ کرتا ہے جب اس کو موت کا خطرہ نہ ہو۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان اپنے آپ کو غیر فانی سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے جانے میں ابھی بہت دیر ہے مگر دنیا کو فانی سمجھتا ہے اس لئے توبہ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اور توبہ اس وقت کرتا ہے جب اس کا آخری وقت ہوتا ہے۔ مولانا رومی نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک بادشاہ جشنِ نوروز کے موقع پر فوج سے سلامی لے رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اس کے پاس اس قدر فوج ہے۔ اچانک ایک آدمی اس کی طرف فوج سے نکل کر آیا۔ بادشاہ سخت ناراض ہوا کہ کون ہے جو ایسی حرکت کر رہا ہے۔ جب قریب آیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں عزرائیل ہوں آپ کی جان نکالنے کے لئے آیا ہوں۔ بادشاہ یہ سن کر تھر تھر کانپنے لگا اور کہا کہ مجھے اجازت دے کہ میں گھر جا کر اپنے بیوی بچوں کو مل لوں اور ان کو آخری پیغام دوں۔ عزرائیل نے کہا کہ یہ مہلت نہیں مل سکتی۔ اس نے کہا اچھا اتنی مہلت دے کہ میں گھوڑے سے اتر کر دو رکعت نفل ادا کر سکوں۔ عزرائیل نے کہا کہ اسکی بھی اجازت نہیں۔ تب اس نے بادشاہ کی روح نکال لی اور چلا گیا۔ بادشاہ دھڑام سے گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور شور مچ گیا کہ بادشاہ کا دل فیل ہو گیا ہے۔ تو دیکھو کہ جب انسان کا آخری وقت آ پہنچتا ہے تو اس وقت وہ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور گناہوں کی معافی مانگتا ہے مگر اس وقت یہ اجازت نہیں ملتی۔ ۔۔۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان بندگی اور عاجزی کے لئے آیا ہے۔ اُسے دنیا میں اس لئے نہیں بھیجا

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی — تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پہلی اردو کانفرنس کے موقعہ پر پڑھا گیا

ایک مقالہ

۱۹۵۰ء میں مَیں نائیجیریا (مغربی افریقہ) سے پاکستان واپس آرہا تھا۔ راستے میں عدن میں مجھے چند روز قیام کرنے کا موقع ملا۔ وہاں میرے میزبان ڈاکٹر بشیری صاحب تھے جو احمدیہ جماعت کے ایک نہایت مخلص اور سرگرم کارکن تھے سیاسی حلقوں میں بھی انکی اچھی خاصی رسائی تھی۔ جس روز میں عدن پہنچا ہوں اس سے اگلے ہی دن وہ مجھے ایک دوست شیخ محمد عبداللہ صاحب سے جو ان دنوں وہاں کی حکومت کے ایک نہایت معزز عہدیدار تھے ملانے کے لئے لے گئے۔ شیخ صاحب سے ابھی گفتگو بھی شروع نہ ہوئی تھی کہ ڈاکٹر بشیری صاحب کہنے لگے سیفی صاحب ہماری جماعت کے مربی ہیں اور شاعر بھی اور پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے سیفی صاحب شیخ صاحب کو کوئی نظم سنائیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں یہ بات سن کر ھکا بکا رہ گیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مَیں شعر کہتا ہوں لیکن نہ صرف یہ کہ مَیں مشاعروں کا شاعر نہیں بلکہ اگر صرف یار و احباب ہی کی مجلس ہو تو پھر بھی مجھے شعر سنانے میں ھچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے۔ مجھے ہمیشہ اپنے متعلق اس بات کا احساس رہتا ہے کہ مَیں ایک غیر شاعر ہوں لیکن یہاں ایک طرف تو ڈاکٹر بشیری صاحب جو میرے میزبان تھے اور نہایت ہی مہربان میزبان اور دوسری طرف شیخ محمد عبداللہ صاحب جن کے بشیری صاحب سے بہت ہی اچھے تعلقات تھے۔ میں نے انتہائی استعجاب اور حیرت کے باوجود اپنے ہینڈ بیگ میں سے ایک نوٹ بک نکالی اور چند اشعار ان کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

یہ واقعہ بذات خود کسی اہمیت کا حامل نہیں۔ لیکن میرے مقالہ کا عنوان ہے بیرونی ممالک میں احمدیہ جماعت اردو کی کیا خدمت سرانجام دے رہی ہے اور یہ واقعہ میرے موضوع سخن کو تصویری رنگ میں پیش کرنے کی بہترین مثال کہا جا سکتا ہے۔

ہمارے پاکستانی احمدی دوست جہاں بھی ہیں اردو کے ساتھ نہ صرف رابطہ قائم رکھتے ہیں بلکہ اسے فروغ دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے۔ جس واقعہ کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے اس سے مکرم ڈاکٹر بشیری صاحب کے اردو کے ساتھ لگاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن دو چار روز ہی کے بعد وہ اس سے بھی ایک قدم آگے نکل گئے اور عدن میں باقاعدہ ایک مشاعرہ کروا دیا گیا۔

بشیری صاحب اس مشاعرہ کی روح رواں تھے خود بھی شعر کہتے تھے اور بہت اچھا شعر کہنے والے تھے اس کے بعد گاہے گاہے ایسے مشاعرے ہوتے رہے اور اب تو عدن میں باقاعدہ مشاعرے ہوتے ہیں۔ میں اس سال نائیجیریا سے دوبارہ واپس آتے ہوئے عدن ٹھہرا تو مجھے پتہ چلا کہ اب مشاعرے نہایت باقاعدگی کے ساتھ ہوتے ہیں اور ہماری جماعت کے دوست ان میں کافی دلچسپی لیتے ہیں۔

عدن میں تو مشاعرے غالباً اس لئے بھی باقاعدگی کے ساتھ ہوتے ہیں کہ عدن پاکستان سے بہت ہی قریب ہے۔ لیکن لندن میں بھی باقاعدہ مشاعرے ہوتے ہیں اور وہاں بھی ہماری جماعت کے دوستوں نے میری ان مشاعروں کی طرف رہنمائی کی۔ جبکہ ہمارے مربی ہی مجھے ان مشاعروں میں لے جاتے رہے اور میں نے دیکھا کہ وہاں بھی ہمارے مربی ان مشاعروں کے انعقاد میں نہایت دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔

اگرچہ ان مشاعروں کا معیار تو بہت زیادہ بلند نہیں لیکن پاکستان سے ہزاروں میل دور اردو زبان میں دلچسپی قائم رکھنے کا ایک ذریعہ تو ہیں۔ مَیں نے ایسے ہی ایک مشاعرہ پر ایک نظم پڑھی تو اس کے اگلے روز مجلس مشاعرہ کے سیکرٹری صاحب نے مجھے ٹیلیفون پر پوچھا کہ اس نظم کا مطلب کیا تھا۔ کہنے لگے کہ میں روداد لکھ رہا ہوں اور مجھے اس نظم کے متعلق کچھ ذرا تفصیل سے لکھنا ہے۔ دراصل اس نظم میں جس خیال کو پیش کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک سپاہی جنگ پر جاتے وقت گھر سے نکلتے ہی اپنی رفیقہ حیات کے متعلق سوچنے لگتا ہے اور اس کی خیالی تصویر اس کے ذہن میں رقص کرنے لگتی ہے۔ اسی طرح لندن ہی میں یوم اقبال پر پاکستان ہائی کمیشن نے ایک مشاعرہ منعقد کیا۔ میں تو لندن میں اپنے مشن کا مہمان ہی تھا کیونکہ میری منزل نائیجیریا تھی اور لندن میں عارضی قیام تھا۔ وہاں بھی مجھے ہمارے مشن کے مربی محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ہی اپنے ساتھ لیکر گئے تھے اور اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مشاعروں میں شرکت کرنا یقیناً ایک رنگ میں اردو زبان کی خدمت کرنا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج سے بیس سال قبل جب مَیں نائیجیریا میں دعوت الی اللہ کے لئے جانے کی تیاری کر رہا تھا تو میرے بعض کرم فرماؤں کا خیال تھا کہ مجھے وہاں بھیجنے کا کیا مطلب ہے۔ ایسے ہی کرم فرماؤں میں سے ایک سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب "ناقابل فراموش" میں میرے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ موضوع کے لحاظ سے آپ حضرات کی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

"تبادلۂ آبادی سے پہلے ایک احمدی نوجوان گورنمنٹ آف انڈیا کے دفتر میں سرکاری ملازم تھے۔ جن کا نام نسیم سیفی تھا۔ یہ وہاں اڑھائی تین سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے تھے اور ہفتہ میں ایک دو بار دفتر ریاست میں ضرور تشریف لاتے کیونکہ ان کی نظمیں ریاست میں شائع ہوتیں یہ بہت اچھی نظمیں کہتے تھے اور میرا یقین تھا کہ ان کا مستقبل بطور ایک شاعر کے بہت ہی شاندار ہے چند ماہ یہ دفتر ریاست میں آتے رہے تو اس کے بعد آپ نے ایک روز فرمایا کہ آپ سرکاری ملازمت ترک کر کے افریقہ جا رہے ہیں اور وہاں یہ بطور ایک احمدی مربی (دین حق کی) دعوت الی اللہ کریں گے میں نے پوچھا کہ وہاں کیا تنخواہ ملے گی تو انہوں نے بتایا کہ ساٹھ روپیہ ماہوار۔ ان کے اس جواب کو سن کر میں نے ان سے کہا کہ تم بہت ہی بے وقوف ہو جو اڑھائی تین سو روپیہ ماہوار کی مستقل سرکاری ملازمت چھوڑ کر ساٹھ روپیہ ماہوار کی غیر سرکاری ملازمت اختیار کر رہے ہو مجھے اب تک یاد ہے میرا جواب سن کر یہ مسکرا دیئے اور غالباً اسی ہفتہ یہ ملازمت چھوڑ کر افریقہ چلے گئے۔ ان مسٹر نسیم سیفی سے اس کے بعد کبھی ملنے کا اتفاق نہیں ہوا اور پندرہ سولہ برس تو ان کا کوئی خط بھی نہیں ملا اور مجھے یہ علم بھی نہیں کہ یہ آجکل کہاں ہیں مگر یہ واقعہ ہے کہ جب بھی کوئی احمدی مجھ سے ملتا ہے تو میں اس سے ان کی خیریت کے متعلق دریافت کر لیتا ہوں اور میرے دل میں اس شخص کے لئے نہ صرف انتہائی عزت و احترام بلکہ کچھ محبت کے جذبات بھی موجود ہیں اور میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کی قربانی کی سپرٹ افریقہ میں کتنے لوگوں کو احمدیوں کے حلقہ میں لانے کا باعث ہوتی ہوگی"۔

بہرحال یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مجھے ایک لمبے عرصہ تک دعوت الی اللہ کا موقعہ ملا ہے اور اس کے ساتھ ہی پاکستان اور اردو کی بھی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کا موقع ملتا رہا ہے۔ پاکستان کی آزادی کے معاً بعد نائیجیریا میں ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ وہاں کی ایک سیاسی پارٹی نے پاکستان کے لفظ کو برے معنوں میں استعمال کرنا شروع کر دیا بلکہ ایک انٹی پاکستان موومنٹ نے بھی وہاں جنم لے لیا۔ ان حالات میں مجھے سالہا سال تک پاکستان کے نظریہ کو واضح کرنے کے لئے اور لوگوں کے غلط خیالات کو درست کرنے کے لئے اخباروں میں مضامین لکھنے پڑے۔ ایسوسی ایشن آف ورلڈ افیئرز سٹوڈنٹس کے پلیٹ فارم سے میں نے "ہندوستان کا ماضی اور حال" کے عنوان پر تقریر کی۔ ریڈیو پر "پاکستان میں زندگی" کے عنوان پر ایک تقریر نشر کی۔ اخبارات میں "ہندوستان میں دو قوموں کا نظریہ" کے عنوان سے خاصے طویل مضمون لکھے اسی طرح "مسلمانوں کی خدمات" پر بھی ایک مضمون لکھا۔ ان کے علاوہ ایک اخبار میں اردو کے متعلق بعض غلط باتیں شائع ہوگئیں تھیں ان کی درستی اخبار ہی کے ذریعہ کروائی۔ یہ تمام مضامین ایسے ہیں جن میں اردو کا زیر بحث آنا لازمی تھا۔ چنانچہ اس طرح لوگوں کو اردو سے روشناس کروایا۔

پاکستان کے متعلق تو میں نے اپنے مضامین۔ اخباروں کے ایڈیٹوریل اور قارئین کے خطوط پر مشتمل ایک کتاب بھی مرتب کی ہے جس کا نام ہے۔

"IN DEFENCE OF PAKISTAN"

حضرات جہانتک اردو کی خدمت کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ جن باتوں سے یہ فریضہ سرانجام دیا جا سکتا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ زبان کو قائم رکھنا اور بیرونی ممالک میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زبان کا بولنا۔ پڑھنا اور لکھنا کسی نہ کسی رنگ میں جاری رکھنا۔

۲۔ زبان کی تعلیم دینا یعنی بیرونی لوگوں کو زبان سے روشناس کرانے کے لئے اردو زبان سکھانا۔

۳۔ اس زبان میں مضامین لکھنا یا شعر کہنا۔ بیرونی ممالک میں یہ بات نہایت محدود طریق پر ہی میسر آسکتی ہے لیکن بہرحال جہاں بھی میسر آسکے وہاں اس سے فائدہ اٹھانا اردو کی خدمت ہی کے ضمن میں شامل ہوگا۔

۴۔ اچھے نثر نگاروں یا شعراء کا لوگوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے تعارف کرانا۔

۵- اردو کی کتابوں کی ترویج

۶- لائبریریاں قائم کرنا۔

۷- مذاکرات یا مشاعرے منعقد کرنے۔

بے شک ان باتوں کے علاوہ بھی کئی ایک ایسی باتیں ہیں جو خدمت اردو کے پروگرام میں شامل کی جا سکتی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو باتیں میں نے پیش کی ہیں یہ اس سلسلہ کی سب سے اہم کڑیاں ہیں۔

میں نے اب تک جو کچھ کہا ہے اس سے بیرونی ممالک میں اپنی جماعت کے ممبروں کی مشاعروں میں دلچسپی کا اظہار ملتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہماری جماعت کے افراد صرف اور صرف مشاعروں ہی میں شمولیت کرتے ہیں اور ان کی اردو کی خدمت کی پونجی صرف یہی ہے ہمارے بڑے مشن اردو کی کلاسیں جاری کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے خود نائیجیریا میں اردو کی کلاس جاری کی میں سمجھتا ہوں کہ اس کا نہایت خوشگوار اثر پڑا اور کم از کم وہ لوگ جو اس کلاس میں شامل ہوئے ذہنی طور پر پاکستان کے زیادہ قریب ہو گئے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ غانا میں بھی لوگوں کو ہمارے مربی اردو پڑھاتے ہیں۔

جہاں تک اردو کے اچھے مصنفین اور شعراء کا بیرونی ممالک کے لوگوں سے تعارف کا تعلق ہے۔ ہمارے بہت سے مشنوں میں CRIES IN THE NIGHT جو اردو کے جدید شاعروں کی نظموں کا انگریزی ترجمہ ہے اور صوفی عبدالقدیر نیاز کی کوششوں کا مرہون منت ہے ہمارے مربیوں نے اپنے اپنے ملک کے ادیبوں اور شعراء کو تحفۃً دیا میں نے خود نائیجیریا میں بعض ادیبوں کو یہ ترجمہ دیا اور اس کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا۔

لیکن اس سے بھی زیادہ جو چیز بیرونی ممالک کے لوگوں کو اردو کے مصنفین سے روشناس کراتی ہے۔ اور ان کو اردو اور پاکستان کے قریب لاتی ہے وہ ہے احمدیہ لٹریچر۔ ہمارے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اکثر تصانیف اردو میں ہیں اور بیرونی ممالک میں نہ صرف ہماری جماعت کے افراد بلکہ دوسرے ایسے لوگ بھی جو احمدیہ جماعت کے متعلق مزید واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اگرچہ اردو تو وہ لوگ نہیں پڑھ سکتے لیکن جب ان کتابوں یا ان کتابوں کے بعض حصوں کا انگریزی ترجمہ پڑھتے ہیں تو انہیں اس بات کا بھی احساس ہوتا ہے کہ یہ اردو زبان کا ترجمہ کیا ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بیرونی ممالک اردو کی سب سے بڑی خدمت تو اردو لٹریچر کو بیرونی ممالک کی زبانوں میں ترجمہ کر کے ہی کی جا سکتی ہے اس سلسلہ میں ہماری جماعت ایک منفرد حیثیت کی مالک ہے کیونکہ ہماری سب سے بڑی خواہش یہ رہتی ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصانیف کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ایک نہایت ہی وسیع میدان ہے۔

اردو کی خدمت کی ہم نے لوگوں کے دلوں میں ایک لگن لگا دی ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب کے بیرونی ممالک کی زبانوں میں جلد از جلد ترجمہ ہونا چاہیئے جس قدر زیادہ ان کتب کا ترجمہ ہوتا چلا جا رہا ہے اتنا ہی زیادہ بیرونی ممالک کے لوگ اردو سے روشناس ہوتے جا رہے ہیں بلکہ ترجمے پڑھ کر ان کے دل میں تڑپ پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اصل کتاب بھی پڑھنے کے قابل ہو جائیں تو اچھا ہے۔ چنانچہ میں یہ کہتے ہوئے ایک گونہ خوشی اور فخر محسوس کرتا ہوں کہ دنیا میں صرف اور صرف ہمارا ہی ایک مرکز ہے جس نے دنیا بھر میں اردو کی خدمت کے سامان مہیا کئے ہیں اور وہ اس طرح کہ ربوہ میں جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام اردو کا ایک الگ شعبہ قائم ہے جہاں بیرون ممالک کے طلباء کو اردو پڑھائی جاتی ہے۔ اردو کی اس کلاس میں یوروپ کے مختلف ممالک کے لوگ چین کے لوگ۔ انڈونیشیا کے لوگ۔ مشرقی اور جنوبی افریقہ کے لوگ، امریکہ کے لوگ غرضیکہ دنیا کے ہر علاقے کے لوگ اردو کی تعلیم پاتے ہیں یا پا رہے ہیں۔ یہ بات کہتے ہوئے میں اس لئے بھی خوشی محسوس کرتا ہوں کہ بیرونی ممالک کے لوگوں کو اردو کی تعلیم کا کام جامعہ احمدیہ میں میرے والد بزرگوار کے سپرد رہا ہے اور باوجود اس کے کہ وہ ساری عمر سکولوں میں پڑھانے ہی کا کام کرتے رہے ہیں ان کے لئے تعلیم و تعلم کا حاصل زندگی اردو اور دین حق کی یہ خدمت ہے جو وہ اب سرانجام دے رہے ہیں اور جب ان کے طلباء اپنے ممالک میں واپس جا کر اردو میں خط لکھتے ہیں تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

اگر آپ مغربی افریقہ میں بیٹھے ہوں اور وہاں کے ایک باشندے سے اردو میں باتیں کر رہے ہوں یعنی وہ بھی اردو ہی میں آپ سے بات کر رہا ہو تو آپ کو ایک لازوال خوشی حاصل ہوگی۔

مجھے بارہا یہ خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کیونکہ وہاں کے ایک ہونہار طالبعلم یہاں سے اردو پڑھ کر گئے ہیں اور اب خدا کے فضل سے نہایت شستہ اردو میں گفتگو کرتے ہیں اور پاکستانی دوستوں کو خط بھی اردو زبان ہی میں لکھتے ہیں۔

ہماری جماعت کی یہ خدمت جس کا سرچشمہ تو مرکز میں ہے لیکن جس کا سہرا بیرونی جماعتوں کے سر بھی ہے۔ ایک ایسی خدمت ہے۔ جو ہماری جماعت کو باقی ہر ایسے ادارے سے جو اردو کی خدمت کر رہا ہے۔ ممتاز کر دیتی ہے اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہماری ان حقیر خدمات کو اردو کے بہی خواہ نیک نیتی سے سراہتے بھی ہیں۔ بیرونی ممالک میں ہماری جماعت کی خدمات کا تو غالباً بہت سے لوگوں کو کوئی علم نہیں۔ لیکن ہند و پاکستان کے متعلق انجمن ترقی اردو پاکستان کے میگزین قومی زبان کے مدیر مشفق خواجہ صاحب کے یہ الفاظ پڑھ کر مجھے بیحد خوشی ہوئی۔ آپ نے ہماری جماعت کے ایک ادارے کی طرف سے شائع ہونے والے ایک مجلّہ کے متعلق اس مجلّہ کے مدیر کو خط لکھا۔ تو اس میں یہ بھی فرمایا "ایک بات مجھے اور عرض کرنی ہے۔ بابائے اردو مرحوم اکثر کہا کرتے تھے کہ جماعت احمدیہ نے اردو زبان کی جس قدر خدمت کی ہے وہ کسی دوسری جماعت نے نہیں کی۔ ان کا ارادہ تھا کہ جماعت احمدیہ اور اردو کے عنوان سے ایک مقالہ لکھوایا جائے گا"

اردو کی خدمت کے سلسلہ میں ایک اور بات جس میں ہماری جماعت دوسرے تمام اداروں سے ممتاز ہے۔ یہ ہے کہ ہم نے دنیا کے سو سوا سو بڑے بڑے شہروں میں اردو کی لائبریریاں قائم کر دی ہیں اور ان لائبریریوں میں سینکڑوں کی تعداد میں اردو کی کتابیں موجود ہیں۔ یہ تمام لائبریریاں ہمارے مشنوں کے ساتھ ملحق ہیں اور ہر وہ شخص جو ان لائبریریوں سے فائدہ اٹھانا چاہے اس کے لئے یہ لائبریریاں ہر وقت کھلی رہتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم ہر وقت اس کوشش میں رہتے ہیں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں ان لائبریریوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ لیکن جیسا کہ یہ بات ظاہر ہے فی الحال ان لائبریریوں سے صرف مستشرق ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور ان کی تعداد بہت ہی کم ہے لیکن حضرات کیا یہ بات اپنی ذات میں ایک خاص اہمیت کی حامل نہیں کہ اردو زبان کی لائبریریاں دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں قائم کر دی جائیں کسی زبان کی کتابوں کی لائبریری قائم کر دینا غالباً اس زبان کی سب سے بڑی خدمت ہوتی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اس نے ہماری جماعت کو اس بات کی توفیق دی ہے کہ ہم نے بیرونی ممالک میں اردو کی کتابیں مہیا کی ہیں۔ اور ان کی لائبریریاں قائم کر دی ہیں۔

میں اپنے ان مشنوں کا ذکر کئے بغیر اس مقالہ کو ختم نہیں کر سکتا جو اپنے اپنے ملکوں میں اردو جاننے والوں کے لئے اردو زبان میں نیوز بلیٹن جاری کرتے ہیں۔ ایسے مشنوں میں مشرقی افریقہ اور فجی کے جزائر خاص طور قابل ذکر ہیں۔ زبان کو زندہ رکھنے اور ترویج دینے کے لئے اخبارات یا بلیٹن کی اشاعت ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے بیرونی مشنوں میں بعض کو یہ خدمات بجا لانے کی بھی توفیق مل رہی ہے۔

الغرض ہماری جماعت نے نہ صرف ہندو پاکستان میں اردو کی خدمت کی ہے۔ بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ہر رنگ میں اردو زبان کو قائم رکھنے اور لوگوں سے روشناس کرانے اور اس کی مزید ترقیات کے دروازے کھولنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ اور ہم اس کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔

میں آپ حضرات کا بھی ممنون ہوں کہ آپ نے میری گذارشات کو نہایت صبر اور خندہ پیشانی سے سنا۔

دعا اور خدمت دین

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں وہ ایک ہی ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کر لوں کہ یہ خدمتِ دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے خدا کے رسول کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے ..... ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کرے"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ــــ بشریٰ شاہدہ

محترمہ امۃ العزیز صاحبہ

میری والدہ ماجدہ محترمہ امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ حکیم حافظ محمد اسمٰعیل صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ دس سال قبل اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئیں تھیں۔

والدہ محترمہ نے انگریزوں کے وقت کی پرائمری پاس کی ہوئی تھی۔ اور وہ بھی ایسے کہ پانچویں میں تمام سکول میں سے ٹاپ کیا، خصوصی انعام اور سرٹیفکیٹ عطا ہوا۔ استانی خود سفارش کے لئے گھر آئی کہ آگے پڑھائیں۔ مگر ہمارے نانا جان لڑکیوں کے لئے اسی قدر تعلیم کو کافی جانتے تھے۔ قدرت کے ودیعت کردہ ذہن اور سمجھ کو علمی شوق اور تجربے کی بھٹی میں آپ نے اس قدر پختہ کر لیا کہ ہر مسئلے کا علم تھا۔ اور ہر شے پر گہری نظر، باوجود اس کے کہ فقط پرائمری پاس تھیں۔ ہائی سکول کے اواخر تک ہماری خوب رہنمائی کی۔ آپ کے ایک بیٹے نے قرآن حفظ کیا دوسرا انجینئر ہوا تیسرے نے تجارت شروع کر دی، بیٹیوں میں ایک معلمہ ہیں اور خاکسار نے ایم اے عربی میں اول پوزیشن حاصل کی، بچوں کی دینی تربیت سے آپکو خاص شغف تھا۔ آپکی ایک عادت خاص طور پر قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ خود علی الصبح اٹھنا اور سب کو بیدار کر کے نماز و تلاوت کی تحریک کرنا ہر روز صبح کے وقت تلاوت کلام پاک آپ کا شعار تھا۔

دعا پر آپ کا پختہ ایمان تھا۔ اعتکاف ہو رمضان ہو یا عام مہینے، ہوں کبھی آپ کو دعاؤں سے خالی نہ پایا۔ خدا نے آپ کو انتظامی صلاحیتوں سے خوب نوازا تھا، یہاں تک کہ اپنا مکان (واقع دار الرحمت غربی)، خود کھڑے ہو کر بنوایا۔ صرف اپنا ہی نہیں بلکہ حضرت استانی جی مریم صاحبہ زوجہ حافظ روشن علی صاحب کا مکان بھی خود کھڑے ہو کر تعمیر کروایا۔ غرض یہ کہ جو کوئی بھی کام ہوتا فوراً کروانا آپ کا شوق تھا۔ اسی طرح ہر اس شخص کی آپ نے خوب مدد کی جو کہ مدد کا طلب گار ہوا۔ کئی رشتہ دار ربوہ میں قیام پذیر نہ تھے ان کے مکانوں کی مرمت اور کرایہ پر اٹھوانے کا فریضہ آپ نے اکثر سر انجام دیا۔ صفائی کا یہ عالم تھا کہ گھر کو شیشے کی طرح چمکتا دمکتا رکھا ہوا تھا۔ اسے سجانے سنوارنے میں خوب محنت کی اور فطری سلیقہ شعاری کے سبب اسے اس درجہ تک پہنچایا کہ لوگ باور نہ کر سکتے کہ اس قدر کم وسائل کے باوجود ایسا اچھا گھر بھی ہو سکتا ہے جماعتی کاموں میں پیش پیش رہنے کی خدا نے آپکو خاص توفیق عطا فرمائی۔ نامساعد حالات کے باوجود ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ تقسیم کے بعد مرید کے کے آبائی گاؤں میں دو سال گزرے ایک مکان بھی الاٹ ہو گیا۔ لیکن فقط بچوں کی تربیت کی خاطر اسے چھوڑ کر ربوہ آگئیں۔ امی جان نے کم از کم تیئیس برس تک لجنہ کے چندوں کی وصولی کا کام کیا۔ جس کے لئے پہروں محلوں میں پھرنا پڑتا اور باقاعدہ حساب رکھا جاتا۔ اس پر جماعت کی طرف سے آپکو سند خوشنودی عطا ہوئی۔ چندوں کی ادائیگی میں عجلت گویا آپکی فطرتِ ثانیہ بن چکی تھی۔ بچوں کو بھی یہی تلقین کی۔ ہر بیماری کے وقت ترجیحاً صدقے کو دی۔

دعا پر آپکو کامل یقین اور بھروسہ تھا، اپنا مکان تعمیر کراتے وقت ایک اینٹ لے کر بغرض دعا آپ حضرت فضلِ عمر کے پاس پہنچیں تو انہوں نے دعا کی اور کہا "تم مکان بنانا شروع کر دو اور مکان کی ہر اینٹ ایک دوسرے کے لئے دعا کرتی ہے۔ کہ ہمارا ساتھ بھیج" انکی دعا سے واقعی مکان نامساعد حالات کے باوجود جلد تعمیر ہو گیا۔

اقرباء سے حسن سلوک کا جذبہ ہمیشہ آپکے قلب میں موجزن رہا۔ باوجود عسرت کے کبھی آنے والے مہمان کو کم مائیگی کا احساس نہ ہونے دیا۔ ہر مسئلے کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور محنت شاقہ سے کبھی جی نہ چرایا نتیجتہً" نہایت عمدہ صحت پچاس برس کے عرصے میں ہی جسم ضعیف میں تبدیل ہو گئی۔ شوگر اور بلڈ پریشر کے عارضوں نے اس خوبیوں کے مرقع جسم کو طاقتوں سے خالی کر دیا۔ دو دفعہ ٹانگ کا اپریشن ہوا۔ دو سال تک گھر ہی میں مقیم رہیں ہم سب حیران تھے کہ پھرکی کی طرح مصروف عمل رہنے والا یہ جسم اس جمود پر کیونکر قانع ہو سکے گا۔ مگر نہایت صبر و استقامت سے یہ عرصہ بھی گزار دیا بعد ازاں ٹانگ بھی درست ہو گئی اور چلنا بھی شروع کر دیا مگر زندگی کے دن پورے ہو چکے تھے اس لئے جلسہ سالانہ کے بعد سارا گھر ٹھیک کروایا۔ رات کو اچانک طبیعت خراب ہوئی اور سال کی آخری رات ہماری قیمتی متاعِ حیات اپنے ساتھ لے گئی۔

شفاعت محمود ــــ

محترمہ طالع بی بی صاحبہ

امی کو ۱۹۰۰ء کے قریب قریب احمدی گھرانے میں آنکھ کھولنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کا گاؤں گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ ہے۔ جو کہ پاکستان کی ایک مشہور و معروف احمدیہ جماعت ہے آپ نے گاؤں کے حالات کے مطابق معمولی تعلیم حاصل کی۔ آپ آخری عمر میں پورے گاؤں میں "بے جی" کے نام سے مشہور تھیں۔

آپ کو شروع سے ہی سلسلہ احمدیہ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ ہر آنے والے مرکزی مہمان کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتیں۔ اور مہمان نوازی کا استطاعت سے بڑھ کر حق ادا کرتی تھیں آپکو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ کے والد چوہدری احمد علی صاحب خاوند چوہدری محمد منیر صاحب اور سسر چوہدری غلام رسول صاحب رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں سے تھے۔ آپکے سسر چوہدری غلام رسول صاحب کی قبر بھی قادیان (انڈیا) بہشتی مقبرہ میں ہے۔

امی کی عمر تقریباً بیس سال تھی جب آپ کی شادی آپ کے چچا کے بیٹے چوہدری محمد منیر رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ ہوئی۔ یہ اباجان کی دوسری شادی تھی۔ آپ نے اپنے سوتیلے بچوں کی بہت اچھی تربیت فرمائی۔ اور احسن طریق سے انکی شادیاں کیں۔

آپ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کی ۱۹۴۵ء میں پہلی صدر منتخب ہوئیں۔ اور تقریباً ۱۹۶۵ء تک یہ خدمتِ دین احسن رنگ میں سر انجام دی۔ آپ نے عرصۂ صدارت میں ارد گرد کے گاؤں میں صدر لجنہ قائم کروائی اور انہیں فعال بنایا۔ اور باقاعدہ ان دیہاتی لجنات کی اصلاح پر توجہ دیتی تھیں ۱۹۶۳ء میں ضلعی سطح پر لجنہ کے جلسہ کا انعقاد کیا اور حضرت چھوٹی آپا صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ (حال پاکستان) کو دعوت دی۔ جو انہوں نے نہایت شفقت سے قبول فرما کر جلسہ کے لئے تشریف لائیں۔ اور آپ کے ہاں قیام فرمایا۔ ۳۱۔ مارچ ۶۳ء کو حضرت چھوٹی آپا جان صاحبہ تشریف لائیں۔ اور رات رہ کر یکم اپریل ۶۳ء کو واپس تشریف لے گئیں۔

گاؤں میں اس وقت لڑکیوں کے لئے پرائمری کے بعد کوئی سکول نہیں تھا۔ آپ نے حضرت آپا جان صاحبہ کی خدمت میں سکول کے اجراء کی درخواست کی جو آپ نے یکم اپریل ۶۳ء کے خطاب میں منظور فرمالی۔ چونکہ آپ کو حضرت آپا جان صاحبہ سے والہانہ محبت و پیار تھا اس لئے آپ نے سکول کا نام "مریم گرلز مڈل سکول گھٹیالیاں" رکھوایا۔ اور اپنی جائیداد سے تقریباً چار کنال زمین جو سڑک کے کنارے تھی وہ مرکز کے نام انتقال کروائی۔ اور یہ سکول جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے والدہ صاحبہ کی کوششوں سے جاری ہوا آج تک چل رہا ہے۔

میری پیاری والدہ جولائی ۱۹۹۱ء میں اپنی بیٹی کے ہاں مظفر آباد آزاد کشمیر گئیں وہیں پر ۲۸ جولائی ۹۱ء کو وفات پا گئیں ع

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

۲۹ جولائی ۹۱ء کو صبح ساڑھے سات بجے جنازہ ایمبولنس پر گاؤں لایا گیا اور شام پانچ بجے تدفین ہوئی۔

امی نے دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں اور تیسرے ہمارے بڑے بھائی چوہدری محمد اشرف صاحب جو کہ ہماری پہلی والدہ سے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری والدہ کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ اور جنت میں جگہ عطا فرمائے۔

بقیہ: صا سے آگے

(۔) جو احکام میں نے نازل کئے (۔) اپنی عظمت اور کبریائی کی معرفت کے حصول کو آسان کرنے کے لئے جو اس کائنات میں میری صفات کے جلوے ظاہر ہوئے۔ اور تمہیں تنبیہہ کر کے انذاری پیشگوئیاں جو نازل ہوئیں۔ ان کی حقیقی قدر پہچانو۔ کہنے والے نے کہہ دیا (میں تمہارا بلند شان والا رب ہوں) کس خدا کی تلاش میں ہو تم۔ سب سے بڑا رب تو میں ہوں۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر میری خشیت تمہارے دل میں نہیں ہو گی اور میری بجائے الناس کی خشیت تمہارے دل میں ہو گی تو تم گھاٹے کے سودے کرنے لگ جاؤ گے۔ میرے ساتھ تجارت کرو گے تو بغیر حساب بدلہ دوں گا ان سے تجارت کرو گے تو تمہارا مال بھی لوٹ کے لے جائیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ رمئی ۱۹۸۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ ملک بھر میں اتوار کے روز عید الفطر نہایت جوش و خروش کے ساتھ منائی گئی ۔ صدر مملکت نے اپنے پیغام میں لوگوں کو تلقین کی وہ غریبوں اور ناداروں کو بھی اپنے ساتھ عید کی خوشیوں میں شریک کریں ۔

○ صوبہ سرحد کے اکثر علاقوں میں ہفتہ کے روز نماز عید ادا کی گئی ۔ صوبائی گورنر اور متعدد وزراء نے بھی ہفتہ کے روز عید پڑھی ۔ عید کے خطبہ میں سرحد کے چیف خطیب نے مرکزی رویت ہلال کمیٹی توڑ دینے کا مطالبہ کیا ۔

○ جھنگ اور چنیوٹ کے علاقہ میں ڈاکوؤں نے مختلف وارداتیں کر کے ویگنوں ٹرکوں اور پٹرول پمپوں کو لوٹ لیا ۔ جھنگ شہر کے گنجان علاقوں میں نقاب پوش ڈاکوؤں نے جو کلاشنکوفوں سے مسلح تھے عین دن دہاڑے بارونق علاقوں میں لوٹ مار جاری رکھی ۔ اور مختلف گھروں سے نقدی اور بچیوں کا جہیز کا سامان بھی زبردستی لوٹ لیا ۔

○ معلوم ہوا ہے کہ ملکی بینکوں میں کام کرنے والے بعض ملازمین غیر ملکی کرنسی کا غیر قانونی دھندا کر کے کروڑوں روپے کما رہے ہیں ۔ غیر ملکی کرنسی کو قانونی طور پر تبدیل کرنے کی بجائے اسے فری مارکیٹ میں فروخت کر دیا جاتا ہے ۔ اور اس طرح قومی بینکوں کو زبردست خسارے میں ڈال دیا گیا ہے ۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ نے اپنے شہریوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ افغانستان نہ جائیں کیونکہ وہاں انکے یرغمال بنائے جانے کا خطرہ ہے ۔

○ دنیائے عرب میں لیبیا کے خلاف سلامتی کونسل کی قرارداد کے مسئلہ پر زبردست سفارتی سرگرمیاں جاری ہیں ۔ مختلف عرب ممالک کے وزرائے خارجہ باہم مل کر اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اسی دوران لیبیا کے وزیر خارجہ رباط پہنچ گئے ہیں ۔ جہاں وہ مراکش کے حکام سے تبادلہ خیال کرینگے ۔

○ یورپین کمیونٹی کے ممالک نے لیبیا سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ غیر مشروط طور پر طیارہ کے حادثہ میں ملوث مبینہ ملزمان کو ان کے حوالے کر دے ۔

○ سلامتی کونسل نے ایران اور عراق سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ جنگ بندی کے بارہ میں سلامتی کونسل کی قرارداد پر سختی سے عمل کریں ۔

باموقعہ مکان برائے فروخت

ایک عدد پختہ مکان جو تین کمروں ۔ سٹور ۔ باورچی خانہ پر مشتمل ہے ۔ سوئی گیس ، بجلی اور میٹھے پانی کی سہولت موجود ہے ۔ خواہشمند حضرات فوری طور پر رابطہ قائم کریں ۔ راجہ محمد مرزا خان

مکان نمبر ۱۸/۴۷ ۔ دار الرحمت وسطی ۔ ربوہ

بقیہ : صفحہ ۴ سے آگے

گیا کہ جو کچھ مرضی آئے کرتا رہے اور اس سے پوچھنے والا نہ ہو بلکہ وہ تو ایک عاجز بندہ ہے ۔ اسے عاجزی اختیار کرنی چاہیئے ۔ کہتے ہیں کہ وہ کونسا گناہ ہے جو ماں معاف نہیں کر سکتی بچہ ساری عمر نافرمانی کرتا رہے اور آخر کسی وقت شرمندہ ہو کر عاجزی سے اپنی ماں سے معافی کا طلبگار ہو تو ماں اسے بخش دیتی ہے ۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی جو ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے بندے کی عاجزی اور شرمندگی کو دیکھ کر معاف کر دیتا ہے پس یہی وہ نسخہ ہے جو امام وقت نے بتایا ہے کہ بندہ رو کر خدا سے اپنے گناہ بخشوائے ۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہو گئیں اس کی خطائیں سب معاف
چشم گریاں سے کیا جس نے وضو
موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

دوسری بات جو حضور نے بتلائی کہ جب تو کوئی بات کرے تو اس بات کا خیال رکھے کہ اس کے نتیجہ میں معذرت نہ کرنا پڑے اور یہ صحیح ہے کہ جو جھگڑے دنیا میں ہوتے ہیں یا ہو رہے ہیں ۔ وہ سب زبان کی لغزش ہی کی وجہ سے ہیں ۔ عدالتوں میں مقدمات کی بھیڑ بھاڑ ، دنیا میں شر فساد ایک دوسرے پر حملے اور لڑائیاں اسی وجہ سے ہو رہی ہیں ۔ یہ سب زبان کی لغزش کی وجہ سے ہی ہیں ۔ اگر انسان زبان سنبھال کر رکھے بولنے سے پہلے تو لے تو دنیا میں فساد ہی نہ ہو ۔ دوسرے کی عزت کا خیال رکھنا ۔ گالی نہ دینا ۔ غیبت نہ کرنا وغیرہ یہ سب دینی شعائر ہیں ۔ جو شخص ان پر پابند رہے گا وہ دنیا میں امن سے رہے گا ۔ مثنوی رومی میں ہے کہ کسی بادشاہ نے اپنے وزیر کو کہا کہ جو چیز سب سے اچھی ہو وہ لاؤ ۔ وہ زبان لے آیا ۔ دوسرے دن کہا کہ سب سے زیادہ خراب چیز لے آ ۔ وہ پھر بھی زبان لے آیا ۔ پوچھا یہ کیسے ۔ کہا کہ زبان اگر گندی ہے تو دنیا میں اس سے زیادہ گندی چیز کوئی نہیں ۔ اور اگر اچھی ہے تو اس سے زیادہ اچھی اور کوئی چیز نہیں ۔ تو یہ حقیقت ہے کہ زبان پر قابو رکھنا انسان کو برائیوں سے بچا لیتا ہے ۔

تیسری بات جو حضور نے بتلائی وہ یہ ہے کہ جو کچھ دنیا کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جا ...... اصل بات یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی شناخت اور اس سے محبت کرنے کے لئے آیا ہے ۔ یہ دنیا کے لئے نہیں بنا بلکہ دنیا اس کے لئے بنی ہے ۔ اگر وہ دنیا کی طرف جھک گیا تو وہ اپنے مقصد سے دور جا پڑا کیونکہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے " (......)

جوں جوں دنیا کی طرف جھکے گا خدا سے دور ہوتا جائے گا اور اپنے مقصد کو کھو دے گا ۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ ان تین باتوں کو یاد رکھیں اور ان پر عمل کریں یہ ہماری نجات کا باعث ہونگی ۔ خدا تعالیٰ اس کی توفیق دے ۔

(انصار اللہ فروری ۱۹۹۲ء)

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز ۔ پوٹینسیاں اور بایوکیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں ، اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں ۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۷۷۱ ، ۶۰۶

نئے سال کی نئی کتب ـــــ جماعت اول تا دھم

گائیڈیں ، خلاصہ جات ، ٹیسٹ پیپرز اور ہر قسم کی امدادی کتب بازار سے بارعایت خرید فرمائیں

روف بکڈپو اینڈ کاپی ہاؤس اقصیٰ روڈ ربوہ

معیاری ڈش انٹینا

۴ ، ۶ ، ۱۲ کی ڈشوں کی مکمل ورائٹی

ٹی وی پوائنٹ فیصل آباد

کوتوالی روڈ ۔ فون ۔ ۳۰۸۰۶ ، ۶۱۰۱۷۸

ڈم ڈم ٹی وی ہاؤس

نزد ہائی وے پل سرگودھا